



تاریخ الاسلام از سر زمرہ کائنات

ابن اللوات
 حضرت محمد بن عبد الله
 رحمة الله عليه

(مجلد ۱)
 (۱۰ جلدی سیرت) (۱۰ جلدی سیرت)
 (۱۰ جلدی سیرت) (۱۰ جلدی سیرت)

۱۰ جلدی سیرت (۱۰ جلدی سیرت) (۱۰ جلدی سیرت)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَاۤ اِنْ کُنَّا لَعِندَ رَءِیْسِ الدِّیْنِ

۱۲ ربیع الاول کی حقیقت

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على امام الانبياء والمرسلين

وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين

اما بعد ہمارے دور میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت یا سعادت کے دن بارہ ربیع الاول کو چلے جلوس زوروں پر ہوتے ہیں۔ ہزاروں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا سماں ہوتا ہے وہابی دیوبندی اسکے برکس بدعت کی رٹ لگاتے رہے اب نیا شوشہ چھوڑا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے لہذا اس دن خوشی کا کیا معنی دوسرا یہ کہ ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ۹ ربیع الاول کو ہے اسی لئے ۱۲ ربیع الاول کو خوشی منانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فقیر نے بطور فیصلہ لکھا کہ ۱۳ سو سال سے سرور عالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول طے شدہ مسئلہ رہا۔ اس ۹ ربیع الاول کا شوشہ چھوڑنا صرف اسی لئے ہے کہ عوام میں شک و شبہ پیدا ہوگا تو وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت و محبت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے۔ بلکہ اگر تم بارہ ربیع الاول کے بجائے ۹ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناؤ تو وہ اسی جوش و جنون کے ساتھ تمہارے ساتھ ہونگے جیسے ۱۲ ربیع الاول ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ اگر تم یہ جشن ۹ کو مناؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور ۱۲ ربیع الاول کو بھی ہم اپنے طور پر منالیں گے لیکن تمہارا مقصد تو جشن عید میلاد النبی کو بند کرنا ہے **اس خیال است و حال است جنوں۔**

وجہ تالیف

کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور کا وصال ہوا تھا جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ فقیر نے انہی شرم کے درس دینے والوں کیلئے یہ رسالہ ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

مقدمہ

میاں عبدالرشید مرحوم نے عقلمند تو کے عنوان سے نور بصیرت کے کالم میں لکھا کہ آغا زبہار تھا کہ شگوفے چٹک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے ہو ایں کیف و سرمستی کی کیفیت تھی مگر عقلمند آؤ ایک ویران جگہ اس بیٹھا تھا کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں خوشی نہیں مناتے آہ بھر کر بولا مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے۔ عید میلاد النبی کا دن تھا فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے صلوٰۃ و سلام کے تحفے نچھاور کئے جا رہے تھے فضا تو پوں کی سلامی سے گونج رہی تھی مگر مین صبح کے وقت جو حضور کی ولادت یا سعادت کا وقت تھا ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہے تھے کہ یہ تو سوگ کا دن ہے آج کے دن نبی وفات پا گئے تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور)

فقیر اویسی غفر لہ اہل انصاف سے گزارش کرتا ہے کہ ایسے منہ بسور نے والے ربیع الاول شریف میں برساتی مینڈکوں کی طرح غریب سنیوں کے کان کھائیں گے۔ انکے علاج کیلئے فقیر کے رسالہ ہذا کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔

(۱) انشاء اللہ

ابوالکلام آزاد نے کہا کہ وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہرگز نہیں۔ مخالفین اس صاحب کو اپنا امام اور محقق بے مثال مانتے ہیں ہم اسکی تحقیق اسکی اپنی تصنیف سے پیش کرتے ہیں مخالفین اپنی پرانی ضد کی وجہ سے تسلیم نہ کریں گے تو اہل انصاف کیلئے حجت قائم ہو سکے گی۔ حضور محبوب ربانی ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو بڑے شد و مد سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور امہات المؤمنین تصویر حزن و ملال بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس دن خوشی منانا صحابہ کرام کے رخصوں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ قطعی بے بنیاد ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات دلائل اور ابوالکلام آزاد کے مرقعہ نقشے سے اس دعویٰ کی قطعی کھل جائے گی۔

یہ دلائل اور نقشہ بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال یکم یا دو تاریخ ربیع الاول بروز پیر ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول عید میلاد کا دن خوشیوں کا دن ہے غم و افسوس کا دن نہیں۔ اس دن کوئی صحابی یا مومنوں کی کوئی ماں ہرگز نہیں مروی البتہ اس دن شیطان ضرور رویا تھا۔

البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۶ پر ہے کہ شیطان چار بار رویا ہے۔

حين لحن و حين ابط و حين ولد رسول الله ﷺ و حين نزلت فاتحة الكتاب -

اب جس کا جی چاہے بارہ ربیع الاول کو ابلیس کے ساتھ رہ کر گزارے اور جس کا جی چاہے امت مصطفیٰ کے ساتھ مل کر محفل میلاد منعقد کرے اور اگلہاں مسرت کرے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا

(۱) قال يعقوب بن سفيان عن يحيى بن بكير عن الليث انه قال توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين

ليلة عثت من ربيع الاوّل۔

(البدایہ والنہایہ ص ۳۵۱ جلد ۲)

یعنی پیر کے دن ربیع الاول کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

(۲) علامہ محمد بن سعد۔۔ محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور

آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دو شنبہ ہوئی۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۱۶)

(۳) امام ابوالقاسم سبکی نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو کسی صورت بھی درست نہیں ہو

سکتا۔ ۱۰ھ کالج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی یکم نہیں (جمعرات) کو ہوئی۔ اس کے بعد فرض کریں۔ تمام

میں تیس دنوں کے ہوں یا تمام مہینے اسی دنوں کے یا بعض اسی دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں آتا۔ (الہدایہ والنہایہ ص ۳۳۰ جلد ۲)

(۴) ثواب صدیق حسن خاں نے لکھا وقوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے ہوا۔

اس دن آید الیوم اکتملت لکم دینکم..... (پارہ ۶ سورۃ المائدہ، آیت ۳) ﴿قرآن مجید﴾ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ (نازل ہوئی۔ (شامہ عربیہ ص ۸۰)

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی۔۔۔ اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ (نشر الطیب ص ۲۳۱)

(۶) ابوالکلام آزاد۔۔۔ اپنے مقالات کا مجموعہ ”رسول رحمت“ جس میں وصال شریف کی تاریخ ابوالقاسم سہیلی کے فارمولے کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ حساب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں کو تیس دن فرض کیا جائے، یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں۔ اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاول کو ہو گا یا تیرہ ربیع الاول کو۔

(۲) ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو اسی دن اسی دن کے فرض کیا جائے۔ ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو اور ۹ ربیع الاول کو ہو گا۔

ممكن الوقوع صورقوں كا نقشہ

نمبر شد	صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱ ذی الحجہ ۳۰ محرم و صفر ۲۹	۱	۸	۱۵	
۲ ذی الحجہ و محرم ۲۹ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	
۳ ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	
۴ ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۳۰	۷	۱۳	۲۱	
۵ ذی الحجہ ۳۰ محرم ۳۰ صفر ۲۹	۷	۱۳	۲۱	
۶ ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵	

ظاہر ہے کہ ان صورت میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے۔ اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہو سکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کر لیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ محرم کو جمعہ تھا اور یکم ربیع

الاول ۱۱ھ کو لازماً دو شنبہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات تک اکاسی (۸۱) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے بھی دو شنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۶ یا ۲۵ مئی ۶۳۲ء نکلتی ہے (رسول رحمت ص ۲۵۴)

نوٹ :

اسکے علاوہ بیٹا رحوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں اہل انصاف کیلئے اتفاقاً کافی ہے اور ضدی کیلئے دفتر بھی ناکافی۔

سوگ یا سرور :

جس کا کوئی عزیز مر جائے تو اس کا زیادہ سے زیادہ تین دن سوگ ہوتا ہے ہاں روافض کی رسم ہے کہ سال بسال سوگ مناتے ہیں جو لوگ نبی پاک ﷺ کو مردہ مانتے ہیں وہ بے شک سوگ منائیں ہم اہلسنت تو اپنے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ دائمی زندہ مانتے ہیں اور زندہ کا ماتم نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے فرحت و سرور ہوتا ہے ہاں موت کے ہم قائل ہیں لیکن انبیاء کو اجل آنی ہے فقط آنی ہے۔ اس موت کی تاریخ جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول نہیں اگر کوئی قول ہے تو اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال :

اسی دن آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا اس پر غم کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

جواب :

امت کے حق میں حضور ﷺ کی ولادت اور رحلت اطہر دونوں رحمت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں۔

حیاتی خیر الکم وموتی خیر لکم (شفاء شریف جلد ۲ ص ۱۹)

دوسرے مقام پر اسکی حکمت ذکر کرتے ہوئی فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے تو اس امت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس امت کے لئے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اس امت کی ہلاکت کے

ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔

اِذَا ارَادَ اللّٰهُ رَحْمَةً بِأَمَةِ قَبْضَ نَبِيِّهَا قَبْلَهَا فَيَجْعَلُهَا فَرَطًا وَسَلْفَهَا وَاِذَا ارَادَ هَلَكَةَ أَمَةِ عَدُوِّهَا وَنَبِيِّهَا حَتَّى يَهْلِكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاقْرَ عَيْنَيْهِ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ (مسلم)

فائدہ:

مذکورہ حدیث میں لفظ ”فرط“ کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اصل الفرط هو الذي يتقدم الواديين يهتني لهم ما يحتاجون اليه عند نزولها في منازلهم ثم استعمال لشفيع فہمن خلفه (مرقات)

”فرط“ کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات اُن کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

فائدہ:

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کے لئے حضور ﷺ کو شفیع بنا دیا گیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے۔ جب یہ بات طے پاگئی کہ امت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں نعمتِ عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری امت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری ہر نعمت حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے اصول شریعت بیان کرتے ہیں کہ

وقد امر الشرع بالعقبة عند الولادة فوهي اظهار شكر و فرح بالمولود ولم يامر عند الموت بذبح ولا بغيره بل نهى عن التياحة و اظهار الجزع فدلّت قواعد الشريعة على انه يحسن في هذا الشهر اظهار الفرح بولادته ﷺ دون اظهار الحزن فيه بوفاته

(حسن المقصد في عمل المولود المحاوي للفتاوى)

شریعت نے ولادت کے موقع پر حقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ فوج، جزع وغیرہ سے منع کر دیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کا کوروی حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکروقات شریف نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ و قات کی نہیں ہے۔

(تواریخ حبیب اللہ ص ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو امت سے آپ ﷺ کا تعلق ختم کر دے بلکہ آپ ﷺ کا فیضان نبوت تا قیامت جاری ہے۔ اور آپ ﷺ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ حضرت ملا علی قاری نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

لیس هنالك موت ولا فوت بل انتقال من حال الى حال (مرقات)

کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل ہونا ہے۔

ولادت ۱۲ ربیع الاول یا ۹

یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ مسلمانان عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یوم ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول کو مناتے چلے آ رہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو نہایت بزرگ و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو کجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پڑے ہوتا ہے۔ ایام حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہالیان مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یوم ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض مؤرخین نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یا ان کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں ان سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی باتیں یا روایتیں پیش آتی ہیں۔ لیکن جو لوگ میلاد النبی منانے کے مخالف ہیں۔ انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تمساع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علم نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔

جمہور کی آواز:

دین و دنیا کا یہ قانون ہے اور ہر ذہن کو قابل قبول ہے کہ بات دینی حق ہوتی ہے جس طرف جمہور ہوں فقیر ذیل میں جمہور از صحابہ کرام تا حال کی تصریحات عرض کرنے جس میں متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت کریمہ ۱۲ ربيع الاول کو ہے اس کے برعکس نہ صرف ۹ بلکہ ۲ ربيع الاول ۵ ربيع الاول ۱۰ ربيع الاول تمام اقوال ناقابل قبول ہیں اس لئے کہ یہ تمام اقوال خلاف تحقیق یا موقوف ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت فرمایا **عن عفان** **عن سعید بن میناء عن جابر وابن عباس انهما قالوا ولد رسول الله ﷺ عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول۔**

”عفان سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربيع الاول کو ہوئی۔

فائدہ:

اس حدیث کے راوی ابو بکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ، حافظ حدیث تھے۔

ابودرداء رازی الترمذی ۲۶۳ھ فرماتے ہیں۔ ”میں نے ابو بکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا“
محمد بن حبان فرماتے ہیں:

ابو بکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں۔ ان کی جمع و تدوین میں ہتھ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب ضبط و اتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار ﷺ کی ولادت ۱۲ ربيع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی۔ ہرگز قبول نہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضور پاک ﷺ سے قریبی رشتہ ہونے کی

جس سے اُن کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسیدہ خواتین سے سُنی ہوگی۔

حضرت ابن عباس کے لئے رسالت مآب ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَانْشُرْ عَنْهُ "اے اللہ ان کو برکت عطا فرما اور ان سے نورِ علم پھیلا۔"

(۲) محمد بن اسحاق کا قول:

حضرت محمد بن اسحاق پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے "مغازی" تو لکھی جا چکی تھیں، مگر حضور سید الانام ﷺ کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام "کتاب المغازی" ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ یعنی "المبتداء"، "المسجد" اور "المغازی"۔ پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے، حضرت محمد بن اسحاق رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں: **وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْاَلْبِينَ لَاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَّتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوَّلِ، عَامَ الْفِيلِ (سیرت ابن ہشام)**
"آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔"

فائدہ:

ابن اسحاق امام ڈہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ اُن کا انتقال ۱۵۱ھ (یا شاید ۱۵۲ھ) میں ہوا۔ پہلے یہ کتاب تاپید تھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے "رسول نمبر" نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ "رسول نمبر" جلد اول میں ڈاکٹر غلام احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہوروٹس JOSEPH HORO کے حوالے سے لکھتے ہیں۔
"ابن اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے۔"

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اردو ترجمہ ڈی ایل ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے "رسول نمبر" کی جلد یا زود ہم میں شائع ہوئی۔

سیرت ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر (A. GUILLAUME) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے

میں یہ لکھا ہے۔

The Apostle was born on Monday ,12 Rabi-ul-awwa ,in
the year of the Elephant .

”نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

(۲) ابن ہشام کا قول:

حضرت ابو محمد عبدالمکب بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے ”سیرت ابن ہشام“ میں لکھا ہے۔ ”رسول خدا پیر کے دن
یا دھویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی۔“

”سیرت ابن ہشام“ ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی ٹرہیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس
کا فارسی، اردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور
کسی نے تخریج و تصحیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

(۳) ابی الفداء اسمعیل ابن کثیر کا قول:

حافظ علی بن ابی الفداء اسمعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی المتوفی ۷۷۶ھ ”السیرة النبویة“ میں رقمطراز ہیں۔

”ورواه ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان عن سعید بن میناء عن جابر و ابن عباس انہما قالا، ولد
رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنين الثانی عشر من شہر ربیع الاول و هذا هو المشہور عند
الجمہور۔“

علامہ ابن کثیر جیسے جید عالم محدث، مفتی اور مؤرخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔
نوٹ: محققین ابن تیمیہ کے بعد ابن کثیر کو اپنا امام مانتے ہیں۔

(۵) علاء مہ ابن جوزی کا قول:

ابوالفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد القرشی الکلبی الحنفی (۵۱۰-۵۹۷ھ) نے ”الوفا“ میں لکھا
ہے۔ ”آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاول کی
دو راتیں گزرنے کے بعد یحییٰ تیسری تاریخ کو دوسری روایت یہ ہے کہ پانچویں رات کو ولادت ہوئی۔“ علاء مہ ابن
جوزی نے حضور ﷺ کے حالات پر ایک کتاب ”تلفیح فہوم الانبیا“ بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے

۱۹۶۹ء میں مفید خواش کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے ہجرت کا دن اور ماہ ربیع الاول کی دیگر تاریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔ ابن جوزی نے ”مولد البی“ کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے کیا تھا، جو ۱۹۳۳ء میں لکھنؤ سے چھپا اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

”تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ۱۰ء کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت ۲ ربیع الاول کو ہوئی یہ حضرت عطاء کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح قول پہلا قول ہے۔“

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح لہیان واعظ، بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنف تھے۔ اندازاً ثین سو کتابیں لکھیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۲ ربیع الاول کے علاوہ ۸۰۲ اور ۱۰ ربیع الاول کے بارے میں اقوال نقل کئے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاول پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔

(۶) شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی

شامی بخاری نے لکھا ہے۔

”وكان مولده ليلة الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول“۔

”آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں“

(۷) فاضل زرقاتی فرماتے ہیں

”الشهور انه ﷺ ولد يوم الاثنين ثانی عشر ربيع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی“

(شرح مہذب)

”مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے۔“

(۸) احمد موسیٰ البکری

احمد موسیٰ البکری کی کتاب ”التاریخ العزلی القديم والسیرة النبویة“

سعودی عرب کی وزارت المعارف نے ۱۳۹۶ھ میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق ہے۔

”وُلد رسول الكريم محمد ﷺ في مكة المكرمة في فجر يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الأول الموافق لثيسان (اپریل)

”ثم وتعرف سنة مولده بعام الفيل“

”رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال ہجر کے دن ۱۲ ربیع الاول ۵ مطابق ۱۲۰ اپریل ۵۷۰ کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔“

(۹) ابراهيم الابياري:

”مذهب السيرة النبوية“ میں رقمطراز ہیں۔

”وُلد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول، عام الفيل“

”رسول اللہ ﷺ ہجر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔“

(۱۰) ابن سید الناس نے ”عیون الاثر“ میں لکھا ہے۔

”وُلد سيدنا و نبينا محمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الأول عام الفيل“۔

ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ ہجر کے دن جب ۱۲ ربیع الاول کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

(۱۱) امام محمد غزالی نے ”فقه السيرة“ میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے۔

”سنة خملي الثاني عشر من ربيع الأول ۳۰ق۔هـ“

”یعنی ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاول ۳۰ھ قبل ہجرت۔“

(۱۲) ڈاکٹر محمد عبیدہ ایمانی نے اپنی کتاب ”علیہموا اولادکم محبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ (اپنی

اول و کوسر کار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارت اعلیٰ

سعودی عرب کے زیر اہتمام ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور ﷺ کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں۔

”يقول ابن اسحاق شيخ كتاب السيرة (ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين، لاثنتي عشرة ليلة من

ربيع الأول عام الفيل)۔“

”ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاول کی بارہویں شب

کو پیر کے دن تولد فرمایا۔

(۱۳) ذاکر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہیں

”واما ولادته ﷺ فقد كانت في عام الفيل، اي العام الذي حاول فيه امرة الاشترم غزو مكة وهم للكعبة فرده الله عن ذلك بالاية، لباهرة التي وصفها القرآن، كانت على الارجح يوم الاثنين عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول“

”جہاں تک آپ ﷺ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔ یعنی اس سال میں جب امیر ہاشمہ الاشترم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حملہ کر کے مکہ کو گرا دے۔ لیکن خداوند عالم نے کسی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن آن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ تو قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔“

(۱۴) ابوالحسن علی حسینی الندوی نے ’قصص النبیین‘ کی جلد پنجم موسوم بہ ”سیرۃ خاتم النبیین“ میں لکھا ہے۔
”ولدت رسول الله ﷺ يوم الاثنين اليوم الثامن عشر من شهر ربيع الاول عام الفيل“۔
”رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

(۱۵) محدث جمیل سید جلال حسینی نے ۸۸۰ھ میں ”روضة الاحباب“ لکھی۔ انہوں نے ولادت سرکار ﷺ کے متعلق لکھا

”مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاول کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے۔ بعض نے ربیع الاول کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ لوشیرواں عدل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع اصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوبیس سو سال گزر چکے تھے کہ پیدا ہوئے۔“

(۱۶) شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے تلمیذ جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب ”مختصر سیرت الرسول“ میں لکھتے ہیں۔

”ولدت عليه السلام يوم الاثنين لثمان خلون من ربيع الاول، اختاره وقيل لعشرمه، وقيل لاثنتي

عسرة حلت منه

”حضور ﷺ کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاول کے ٹھنڈے دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے۔“

(۱۷) عظیم مؤرخ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے ”سیرت الانبياء“ میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت دو شنبہ بارہ ربیع الاول ۵۷۰ھ کو ہوئی۔

نوٹ :

مخالفین ہمیشہ عوام کو اکسرتے رہتے ہیں کہ سعودی عرب کی شریعت پر عمل کرو۔ یہ حوالہ تو سعودی عرب کے امام اول کے تحت جگر کا ہے اسکو بھی مان لو۔

(۸) طبری نے ۱۳ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۱۹) طبری نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمتہ العالمین ﷺ روز دوشنبہ دوازدهم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(۲۰) مودودی سید محمد الحسنی ایڈیٹر ”لبعث الاسلامی“ نے ”نبی رحمت“ میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کا دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۲۱) امام یوسف بن اسماعیل مہدائی متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت، ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن ظہور صبح کے قریب ہوئی۔ علام مہدائی کا معیار لازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ الضیوہ مسلمان اور عاشقِ رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے معاصر تھے۔ ان کی ایک کتاب پر زور و تقریظ بھی لکھی تھی۔

(۲۲) مشہور عالم دین شیخ مصطفیٰ الدیلمی (متوفی ۱۹۴۴ء) پروفیسر کبیر اسلامہ بیروت اپنی تالیف ”لیساب الخیار فی سیرۃ المختار“ میں رقمطراز ہیں۔

”ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو عالم، دی آپ ﷺ کے وجود مسعود سے مشرف ہوا۔

نوٹ علامہ مصطفیٰ الدیلمی جماعت اسلامی کے محدثین میں سے تھے۔ ان کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔ اس پر ”غیث لفظ“ ابو الاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر مودودی کو بارہ ربیع الاول کے دن حضور اکرم ﷺ کے ولادت ہا سعادت کے قوس سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ و تقریظ میں اس کا اظہار کرتے۔ لیکن

مردودی نے بارہ ربیع الاول کو یوم ولادت مصطفیٰ ﷺ سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت مانتی ہے۔

مصر کے سیرت نگار سر کاہر عالم ﷺ کی ولادت پاک ۱۲ ربیع الاول ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل سیرت کتب سے رسول اکرم ﷺ کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۳) ڈاکٹر محمد حسین ریکل نے ”حیات محمد“ میں تحریر کیا ہے

”والجمہور علی انه ولد فی الثانی عشر من شہر ربیع الاول“۔

”اکثریت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی“۔

(۲۴) شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فداوقاہ اپنی عربی تصنیف ”محمد رسول اللہ“ میں رقمطراز ہیں۔

”تاریخ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضور اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (اہل حکمت کا معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں)۔ اسی سال اصحاب قبل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کسریٰ توشیروں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔“

نوٹ: شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ سیرت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے وہ خود فرماتے ہیں۔ میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے۔

(۲۵) مصر کے شہرہ آفاق عالم شیخ محمد ابو ذہرہ اپنی تالیف ”خاتم النبیین“ میں لکھتے ہیں۔

”والجمہور المعطی من علماء الروایۃ عسی ان مولده علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ربیع الاول من عام الفیل فی لیلۃ الثانی عشر منہ“۔

(۲۶) علامہ محمد الدین خیاط مصری نے ”تاریخ اسلام“ میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ۲۰ اپریل ۵۷۰ء کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

(۲۷) انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے،

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فادر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان ”رسول اکرم اور نبی معشرہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

۱۲^{۱۲} ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔ جس میں سرورِ کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

(۱۸) جنوبی افریقہ کے عالم کا قول:

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے The Muslim Digest کے دسمبر

۱۹۴۳ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جیلو اپنے مضمون بعنوان ”تین عیدیں“

(The Three Eids) میں رقمطراز ہیں۔

The 12th of lunar month of Rab ul Awwal is Commonly taken to be

the date of the birth of Prophet

قریٰ سال کے ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔ (رس نمبر ص ۶۳۹)

برصغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت

برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹ ربیع الاول نہیں لکھی۔ جو سیرت کی کتب مجھل سکی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۹) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سُرورِ امحوروں ترجمہ نود لعیوں ص ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ ولادت آنحضرت ﷺ روزِ دوشنبہ مستحق شہد از شہر ربیع الاول از سالے کہ واقعہ قبل درواں بود۔ بعض گفتہ اند بتاریخ دوم و بعض گفتہ اند بتاریخ سوم و بعض گفتہ اند بتاریخ دوازدهم۔“

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لہور نے شائع کی تھی جو ۲۳ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عزیز ملک نے ”سید مرسلین“ کے نام سے کیا جو اوہستان لہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت ویانداری کا دامن نہ تھام سکے اور ترجمہ یوں کیا ”آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کی نو تاریخ تھی، واقعہ قبل بھی اسی سال ہوا تھا۔ لیکن اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے ”سیرت الرسول“ کے نام سے کیا جو دراما شاعت کراچی سے شائع ہوا انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا۔ ”جس سال واقعہ قبل پیش آیا، اسی سال ۱۰ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی جو ہر کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دوسری بعض نے تیسری اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے۔“

راز فاش:

ناظرین نے دیکھا کہ ملک صاحب نے کسی علمی خیت کی جس کا رز فاش کیا تو اسکے اپنے بھائی نے۔ دارالاشاعت مفتی محمد شفیع دیوبندی کے بیٹے کا علمی زمانہ یاد رہے کہ یسے کارنامے اس جماعت کے بانیں ہاتھ کا کھیل ہے صرف بدنے کی بات نہیں یہ کتابوں اور صفحات اور عبارات بدلنے کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں دراصل یہ یہودیانہ سازش ہے۔ تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب **لنحقیق الحلی فی مسئلہ شاہ ولی**۔

(۳۰) ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کا کوروی کی کتاب **”تورج صیبہ“** کے متعلق لکھتے ہیں۔

آورد زبان میں سیرت مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے علامہ عنایت احمد کا کوروی ایک جید عالم تھے انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالہ پانی میں قید رہے تھے۔ علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ **”موقع النجوم“** لکھی اور **”محاسب حساب“** بھی تصنیف کی علم ہندسہ اور نجوم کے نزدیک عام ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی لکھی ہے۔ اگر تعویجی حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاول میں مطابقت نہ ہوتی تو اختلاف ہوتا یا انہیں قدماء کے موقف پر شک ہو تا تو علامہ کا کوروی ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر یہ نہیں ہے۔ علامہ کا کوروی ۱۷ شوال المکرم ۱۳۷۹ھ کو حالات احرام میں جدہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔

(۳۱) سر سید احمد خان ہانی علیگزہ یونیورسٹی اپنی کتاب **”سیرت محمدی“** میں تحریر فرماتے ہیں۔

”جمہور مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارہویں ربیع الاول کو عام انیس کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچھن روز بعد پیدا ہوئے۔“

”خطبات الاحمدی علیٰ ضرب والیہ قائمہ“ کے انگریزی ترجمہ **Life of Muhammad**

Birth and Childhood of Muhammad

(حضرت محمد ﷺ کی ولادت اور بچپن) کے زیر عنوان لکھا ہے

Oriental historian are for the most part of opinion that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1, in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abrahah

یعنی جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ یا دسویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی برہد کی چڑھائی سے یکمین روز بعد پیدا ہوئے۔

(۳۲) مولانا مفتی محمد شفیع کی ”سیرت خاتم النبیا“ بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس ساں پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے حعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا۔ میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویو میرے نام کریں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔ مولوی عزیز رخصتانی مفتی وار العلوم کی رائے یہ ہے۔ مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجا محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات و واقائع کو جمع کر دیا ہے۔ حسین احمد مدنی نے لکھا ”میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم النبیا) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پا کر نصب میں داخل کر چکا ہوں۔“ مولوی انور شاہ کاشمیری اور مولوی اصغر حسین محدث وار العلوم دیوبند کی تعاریف بھی اسی نوعیت کی ہیں۔ ”سیرت خاتم النبیا“ میں ہے۔

”الغرض جب سال اسحاب فیل کا حمد ہوا۔ اس کے باور ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک فرما دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، نیل و نہار کے انقلاب کی اصلی غرض، دم واولاؤم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ وفاقاً فرد و عالم ہوتے ہیں۔“

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں

”اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت، و ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعیین میں چار قوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں۔۔۔۔۔ مشہور قوال بارہویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن البراد نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔ اور اسی کو کمال ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پاشا کی مصری نے جنوویں تاریخ کو بتدریج حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطابقت ایسا اعتقاد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔“

دیوبندی گروہ سے فقیر اویسی کا سوال:

یہ تہہ رے اکابر مولوی شرف علی تھانوی و مولوی انور کاشمیری مولوی حسین احمد مدنی و مولوی اصغر حسین محدث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی فرما رہے ہیں ۹ تاریخ سراسر غلط دوسری طرف محمود قلکی غیر معروف جسکی تائید صرف شبلی کر

رہے ہیں۔ جسکی کتاب سیرت پر لکھی ہوئی کوتھانوی صاحب نے گمراہ کن کتاب (۱) افاضات یومیہ میں لکھا۔ اس سوال ہے کہ تم اپنے اکابر کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو یا شکی کی کشتی پر جس پر نیچری ہونے کا الزام بھی ہے یا محمود فلکی کے چپھے جانا چاہتے ہو جو غیر معروف ہونے کے علاوہ ایک یہودی کا شاگرد بھی ہے۔

نوٹ: فقیر اختصار کے پیش نظر انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہے کتب، احادیث وغیرہ اور تاریخ وغیرہ سامنے رکھی جائیں تو ہزاروں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ناظرین:

خدا را انصاف فرمائیے ایک طرف صحابہ کرام تابعین، در تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے محدثین و مفسرین اور فقہاء و مؤرخین ہیں ایک طرف شہا چند غیر معروف تجوی محمود پاشا جیسے بے علم، بتاؤ حق کس طرف۔

محمود پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاول کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی وراثت پیر کے دن ہوئی۔ اس لئے ۹ ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سید منصور پوری نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع اس کی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ الرحمن سید ہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہندوستان اور ممبئی بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا ترکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے ”نتائج الافہام“ کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب حج مائیکورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۵ء میں نور کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو ٹھکانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے بالکل کو وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں۔ مستقبل والے اس کی نفی

کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۲ رکیح اداؤں کو دو شنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اسے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کھنڈیں ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، برطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ طبیعیات و علوم فلکیات کی رصدگاہ اور رائل گریں وچ آئزروبیٹری کے معیشتی منشر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو فلاں کا فلاں دن تھا، اس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

فلکی کا سہارا بے کار:

مخالفین کو اب نہ قرآن سے غرض نہ حدیث کا مطالبہ نہ سنت دشمنی میں ایک فلکی کا سہارا یا وہ بھی قطعاً۔ اس لئے کہ سب کو معلوم ہے سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم النہیس ۲۰ جمادی الاول ۱۲ (۶۳۵ء جولائی) کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ ہشت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں رد و بدل کر لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیے کرتے تھے۔ صاحب ”فتح الباری“ نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے۔

”بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے دیتے اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دے دیتے۔“

تفسیر ابن کثیر میں کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف مؤخر کر دیتے۔

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

إِنَّمَا السَّيْسُ رِبَادَةٌ فِي الْكُفْرِ (پارہ ۱۰، سورۃ توبہ، آیت ۳۰)

ترجمہ: ان کا مہینہ پیچھے ہٹا نہیں مگر در کفر میں بڑھتا۔

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیتے تھے۔ تفسیر ابن کثیر کے مطابق

سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیتے تھے جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی بنالیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس سال میں نسئی کی گئی۔ موسوی اسحق، النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے "سیرت نبوی کی توقیت" میں لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ هنوز متفقہ ہے کہ سالہ ہجری سے سالہ ہجری تک نسئی کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراض کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اوراق تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا۔ جس کی بنا پر کوئی اصول یا قاعدہ نکال دیا جاسکے۔ جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کن سالوں میں نسئی کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے۔ قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین و ثبوت کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ کی درست معلومات میسر آجائیں۔ تو بھی جگہ جگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ G Margol'auth لکھتے ہیں۔

It is not, however, possible to make pre-Islamic Calendar

”جہاں تقویم کا بنانا ماہر حساب ناممکن ہے یہ بات واضح ہو گئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صیہ پر کم، تابعین اور مؤرخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔ محمود شاہ کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی کوشش حاصل کی۔ انہوں نے آٹھ ربیع الاول کو ہجرت کا دن بتایا۔ علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اہل زنج (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاول کو ہجرت کا دن تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقواس صیہ پر دتا ہمیں کا نکار کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ اور نجومی:

فقیر نے صیہ پر تابعین کے اقوال صحیح روایات سے پیش کئے ہیں وہ بارہ ربیع الاول کا فرماتے ہیں اور نجومی صاحب ۹ ربیع الاول۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کر کے شخصیت ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جھٹلایا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کریں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباس سے زیادہ کس کو کم ہو سکتا ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے

کی وجہ سے ابن عباس کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "أَصْحَابِي كَأَنْتُمْ بِأَيْهِمْ إِنْ تَدْرُسُوا" (میرے صحابہ تمہاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے وہاں پادھے)

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا:

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اولئك اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه

الامة ابرها قلوباً واعمقها علماً وافلها تكلفاً اختارهم الله بصحبة نبيه ولاقامة دينه"

"رسول اللہ ﷺ کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے۔ ان کے دل سب سے زیادہ پاک، ان کا علم سب سے گہرا

وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لئے اور اقامت دین کے لئے چنا تھا۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی

۱۲ ربيع الاول یوم ولادت لکھا ہے۔

حضور پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

"وہ جنم کی آگ ان مسلمانوں کو ٹھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس نے ان کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا۔"

اس حدیث پاک میں صحابہ کرام اور تابعین کو دوزخ سے برأت کا شریکیت دے دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنتی

ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اصحاب الفیل سے مضبوط دلیل:

اصحاب الفیل کا قصہ قرآن مجید پ ۳۰ میں مشہور ہے اس سے علما کرام نے ولادت ۱۲ ربيع الاول کا استدلال کیا ہے چنانچہ

ملاحظہ ہو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سیر و تواریخ متفق ہیں کہ

آنحضرت ﷺ عام الفیل میں حملہ اصحاب فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور یہی صحیح

ترین قول ہے۔

علامہ سبکی، حافظ ابن کثیر، مسعودی کے مطابق "واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی" سید امیر علی کے مطابق پچاس

سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے پچپن دن بعد حضور ﷺ پیدا ہوئے علامہ دمیاطی نے اسی قول کو اختیار کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے:

”فبين الفيل وبين مولد رسول الله ﷺ خمس وخمسون ليلة“

رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گزری تھیں۔

شاہ عید العزیز محدث دہلوی نے تفسیر ”فتح العزیز“ میں لکھا ہے کہ ولادت اس قصبے کے پچپن روز بعد ہوئی۔ ابو محمد عبدالحق النحاشی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔ جس سال یہ واقعہ گزرا ہے، اسی سال میں ایک مہینہ اور پچیس روز (۳۰+۲۵=۵۵) بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ محدث حلیل سید جمال شیبی مصنف ”روضۃ الاحباب“ سرسید احمد خاں کے نزدیک محبوب خدا کی ولادت واقعہ فیل کے پچپن یوم بعد ہوئی۔ تمام معتبر روایات کے مطابق ابراہیم کا شکر محرم میں آیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔ علامہ عبدالرحمن بن جوزی لکھتے ہیں ”ابراہیم کی آمد تیس دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاول آتا ہے۔ ۱۳-۱۲x۳۰+۵۵ ثابت ہو گیا کہ یوم ولادت سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن وحدیث میں درج ہے اور قرآن وحدیث ہم تک صحابہ اور تابعین کے وسیلے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم غلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ علامہ عنایت احمد کاکوروی اور مولانا مفتی عبدالقادر صاحب تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علم نجوم پر گراں قدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحب اولاد، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاول۔ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہان ہست و بود میں اپنے وجود غصری کے ساتھ تشریف لائے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پیاری امت کے نام

فقیر نے خیر القرون یعنی صحابہ و تبع تابعین کی صریح عبارات کے بعد یعنی اسلامی پہلی صدی سے لے کر ۱۴۰۰ھ صدی تک کے مستند ائمہ مجتہدین اور علماء اکرام یہاں تک کہ مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہے بلکہ انہوں نے ۹ ربیع الاول کے قول کی سختی سے تردید کی ہے لیکن مخالفین اپنی مارے جارہے ہیں عقلمند انسان نے یہ تو سمجھ لیا کہ نبی پاک ﷺ کی امت کا اتفاق بارہ ربیع الاول پر ہے صرف ایک نجومی ایک طرف ہے۔ ایسے اختلاف کیلئے نبی پاک ﷺ نے امت کو ایک پیغام کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۱: - اتبعوا السواد الا عظم فانہ من شذذہ فی النار (ابن ماجہ)

بڑی جماعت کی تابعداری کرو اس لئے کہ جو الگ رہا جہنم میں چاہیگا۔

۲: - ان الله لا يجمع امتی علی ضلالة (ترمذی)

یہیچ اللہ میری امت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دے گا۔

۳: - يد الله علی الجماعۃ ومن شذذہ فی النار (ترمذی)

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ رہا وہ الگ جہنم میں جائے گا۔

مسلمانو! تا ۱۲ ربیع الاول ولادت رسول ﷺ میں جملہ مسلمانان عالم متفق ہیں ان میں شامل ہونا چاہتے ہو یا اکیلے ایک نجومی کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔

اکیلی بکری بھیڑیے کی غذا:

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا الگ اور دو روالی کو پکڑتا ہے اسی لئے اسے امتیو گھائیوں یعنی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے بچو اور اپنی بڑی جماعت مسلمین کو لازم پکڑو۔

آخری گزارش:

مسلمانو سوچ کر فیصلہ فرمائیے کہ مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیداؤں رسول ﷺ کی دھوم مچی

ہوتی ہے صرف چند ٹوڑ منہ بسور کر بدعت بدعت کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہ وہی ہوا کہ بوقت ولادت عرش تا فرش ساری مخلوق رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں منا رہی تھی صرف ابلیس بیچارہ نہ صرف مغموم تھا بلکہ دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔

انکشاف:

شیطان ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا تھا کہ اولاد آدم سے ہی میں اپنے ہمواہناؤں کا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوم میلاد میں صرف ابلیس کے گھر میں سوگ منایا گیا اس وقت سے یہودیوں کو ہمنوا ہنایا پھر ہر صدی میں مختلف رنگ و روپ سے نبوت دشمنی پر امت مصطفویہ میں سے اولاد آدم کو اپنے ساتھ ملا لیا ہمارے دور میں دشمنان میلاد کھڑے کر دیئے ان بیچاروں نے تقریب کے خلاف مختلف طریقوں سے تخریب کاری کی مثلاً ابتداً شور مچایا میلاد بدعت ہے لیکن اب وہ خود کرنے لگے اگرچہ نام بدلے ہیں کام تو وہی ہے پھر ایک عرصہ تک راگ الا پا کہ ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکالنا حرام ہے اللہ نے انہیں سزا دی کہ سال میں کئی جلوس نکالیں اور جوتے بھی کھائیں پھر وہ شور ابھی قائم دائم تھا تو دوسرا طوفان کھڑا کر دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے اسی لئے بجائے خوشیوں کے سوگ منایا جائے۔ اہل انصاف اور اہل علم سے اپیل ہے کہ فقیر کا یہ رسالہ شہدے دل سے مطالعہ کر کے خود فیصلہ فرمائیے کہ اس ٹولی کا کیا مقصد ہے کہ جمہور اصحابہ تاحال کی بات سے انکار اور ایک نجومی کی غلط تحقیق پر زور شور۔ اس سے خود سمجھ لیں کہ انکے دل میں کون سا چور چھپا بیٹھا ہے اور کیوں؟

نقطہ والسلام

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور

۲۶ صفر ۱۴۱۳ھ

☆.....☆.....☆

☆.....☆

☆